(1)

جناب عالی گذارش ہے کہ میں نے شوہر کی

بیوہ ہوں ان کے دفن کے بعد سوگواری کی

روح پر اور ہی عمر پر اور ان سے سکول کی

حالت سے مسجد شریف کی نقطہ

سے وضاحت فرمائی جاوے

عین نوازش ہوگی۔

28-9-[illegible]

العارض محمد بخش

دار الافتاء
فتوی نمبر ۲۹/۵

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں

(2)

جناب ہماری گذارش ہے کہ جس گھر میں
میت شہید ہو جاتا ہے اس کے گھر میں
تیجہ ہونے تک کھانا نا پکانا درست ہے کھا سکتے ہیں
یا نہ کھا سکتے ہیں شرعی نقطہ سے
سمجھایا جائے عین نوازش ہوگی

28-9-17

سائل محمد رئیس ولد ماسٹر رئیس سکوم شیخ
ساکن گھیری سنبھل ضلع سہارنپور

موضع کیبری، شیخ عمر

دار الافتاء جامعہ مظاہر العلوم

عاشق حسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلّیاً

(۱)۔۔۔ فوتگی کے موقع پر اہلِ میت کے پڑوسیوں اور دور کے رشتہ داروں کیلئے مستحب یہ ہے کہ وہ اس غم کے موقع پر اہلِ میت کیلئے ایک دن اور ایک رات کا کھانا بھیجنے کا اہتمام کریں، اور اگر وہ غم کی وجہ سے کھانے سے انکار کریں تو اصرار کر کے انہیں کھلائیں۔ حدیث شریف کی رو سے مذکورہ حکم کا مقصد یہ ہے کہ اہلِ میت، میت کی تجہیز و تکفین میں مصروفیت کی وجہ سے کھانے پکانے کا انتظام نہیں کر سکتے تو انہیں کھانا لاکر کھلادیا جائے، اور یہ اخلاقِ حسنہ کا بہترین نمونہ ہے۔ نیز پڑوسیوں میں برادری و غیر برادری دونوں شامل ہیں۔

فی سنن أبی داود– (3/ 164):

عن عبد الله بن جعفر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم « اصنعوا لآل جعفر طعاما فإنه قد أتاهم أمر شغلهم ».

وفی حاشية ابن عابدين – (2 / 240):

(قوله وباتخاذ طعام لهم) قال في الفتح ويستحب لجيران أهل الميت والأقرباء الأباعد تهيئة طعام لهم يشبعهم يومهم وليلتهم، لقوله صلى الله عليه وسلم «اصنعوا لآل جعفر طعاما فقد جاءهم ما يشغلهم» حسنه الترمذي وصححه الحاكم ولأنه بر ومعروف، ويلح عليهم في الأكل لأن الحزن يمنعهم من ذلك فيضعفون. اهـ.

(۲)۔۔۔ اہلِ میّت یا دیگر افراد کا تعزیت کیلئے آنے والوں کیلئے کھانے کا اہتمام کرنا ناجائز اور بدعت ہے، خواہ یہ کھانا پہلے دن ہو یا تیسرے دن یا دسویں اور چالیسویں دن ہو، کیونکہ دعوت و کھانا خوشی کے موقع پر ہوتا ہے نہ کہ غمی کے موقع پر، اور ایسی دعوت اور کھانے کو فقہاء کرام رحمہم اللہ نے مکروہ اور ناجائز فرمایا ہے۔

البتہ میت کے انتقال پر دور سے آنے والے رشتہ دار مثلاً بیٹے، بیٹیاں، بہن بھائی وغیرہ جو اپنے عزیز کے انتقال پر آئے ہوں تو ان کے لئے وہاں کھانا جائز ہے۔

وفی سنن ابن ماجه (1/ 514):

باب ما جاء في النهي عن الاجتماع إلى أهل الميت وصنعة الطعام

عن جرير بن عبد الله البجلي قال : كنا نرى الاجتماع إلى أهل الميت وصنعة الطعام من النياحة.

(جاری ہے۔۔۔)

وفی شرح سنن ابن ماجه (1/ 116):

أن النـــاس يجتمعون عنـــد أهل الميت فيبعث اقاربهم اطعمة لا تخلو عن التكلف فيدخل بهذا السبب البدعة الشنيعة فيهم وأما صنعة الطعام من أهل الميت إذا كان للفقراء فلا بأس به لأن النبي صـــلى الله عليه و ســـلم قبل دعوة المرأة التي مات زوجها كما في سنن أبي داود وأما إذا كان للأغنياء والاضـــياف فمنوع ومكروه لحديث أحمد وابن ماجة في الباب الاتي كنا نرى الـــاجتماع وصـــنعة الطعام من أهل الميت من النياحة أي نعد وزره كوزر النوح إنجاح

وفی فی حاشیة ابن عابدین – (2 / 240):

ويكره اتخاذ الضيافة من الطعام من أهل الميت لأنه شرع في السرور لا في الشرور، وهي بدعة مستقبحة...وفي البزازية: ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الأول والثالث وبعد الأســبوع ونقل الطعام إلى القبر في المواسم، واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم أو لقراءة سورة الأنعام أو الـــإخلاص. والحاصـــل أن اتخاذ الطعام عند قراءة القرآن لأجل الأكل يكره. وفيها من كتاب الاســتحسان: وإن اتخذ طعاما للفقراء كان حسنا اهـــ وأطال في ذلك في المعراج. وقال: وهذه الأفعال كلها للســمعة والرياء فيحترز عنها.

وفی فتح القدیر للکمال ابن الھمام (142/2):

ويكره اتخاذ الضيافة من الطعام من أهل الميت لأنه شرع في السرور لا في الشرور، وهي بدعة مستقبحة. روى الإمام أحمد وابن ماجه بإسناد صحيح عن جرير بن عبد الله قال: كنا نعد الاجتماع إلى أهل الميت وصنعهم.

الجواب صحيح

محمد عبد الجلیل عفی عنہ

رئیس دار الافتاء جامعہ مظاہر العلوم کوٹ ادو

۱۶/محرم/۱۴۳۹ھ

۰۷/اکتوبر/۲۰۱۷ء

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

محمد عاصم عصمہ اللہ تعالیٰ

دار الافتاء جامعہ مظاہر العلوم کوٹ ادو

۱۶/محرم/۱۴۳۹ھ

۰۷/اکتوبر/۲۰۱۷ء

دار الافتاء جامعہ مظاہر العلوم کوٹ ادو

مفتی جامعہ مظاہر العلوم کوٹ ادو